مؤطا امام مالکؒ اور اُس کی خصوصیات

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری (استاذ حدیث دار العلوم ندوة العلماء لکھنؤ)

"مؤطا" کتب خانۂ اسلام کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مبوب و مرتب ہو کر منصۂ شہود پر آئی۔

علامہ ابو بکر ابن العربی فرماتے ہیں: "المؤطا هو الأصل الأوّل واللباب وكتاب البخاری هو الأصل الثانی فی هٰذا الباب وعليهما بنى الجميع كمسلم والترمذی (مؤطا ہی نقشِ اول اور بنیادی کتاب ہے، بخاری کی حیثیت تو اس باب میں نقشِ ثانی کی ہے۔ اور انہیں دونوں کتابوں پر مسلم و ترمذی جیسے بعد کے مؤلفین نے اپنی کتابوں کی بنا رکھی ہے)

علامہ ذہبی مؤطا کا تعارف یوں کراتے ہیں:-

إن للموطا لوقعاً فی النفوس	اس میں کوئی شک نہیں کہ دلوں میں مؤطا کی ایسی وقعت
ومهابة فی القلوب لا يوازيها	اور قلوب میں ایسی ہیبت ہے جس کا مقابلہ اور کوئی چیز
شیئ۔[1]	نہیں کر سکتی۔

مؤطا در حقیقت علومِ مدینہ کا مجموعہ ہے جس کو امام دار الہجرۃ مالک بن انس رضؓ نے جمع کیا ہے۔ اسی لئے نواب صدیق حسن خاں نے ابو زرعہ کا یہ قول نقل کیا ہے: "وایں وثوق و اعتماد بر کتبِ دیگر نیست"[2] معلوم ہوا یہ مجموعہ وثوق و اعتماد میں تمام کتابوں میں فوقیت رکھتا ہے۔

---

[1] مقدمۃ التعلیق الممجد علی الموطا للامام محمد۔ [2] اتحاف النبلاء ص ۱۶۵۔

زمانۂ تالیف | ظاہر ہے کہ اس کی تالیف کا مقام مدینہ طیبہ ہے۔ اس لئے کہ امام مالک کا قیام ہمیشہ وہیں رہا ہے البتہ تالیف کا صحیح زمانہ معلوم نہیں ہوسکا۔ صرف قرائن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ محدث قاضی عیاض نے مدارک میں امام مالکؒ کے شاگردِ خاص ابو مصعب کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ مؤطا کی تالیف خلیفہ ابو منصور عباسی کی فرمائش پر خود اسی کے عہد میں شروع ہوئی تھی[1] لیکن پایۂ تکمیل کو اس کی وفات کے بعد پہنچی[2]۔ منصور نے ۷ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد المہدی مسندِ خلافت پر متمکن ہوا اور اسکی خلافت کے ابتدائی دور میں اس کی تالیف پوری ہوئی۔

ابتدائے تالیف کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ ابن حزم نے صراحت کی ہے کہ امام مالک نے مؤطا کی تالیف یحییٰ بن سعید الانصاری (المتوفی ۱۴۳ھ) کی وفات کے بعد کی ہے[3]۔

وجہِ تسمیہ | لفظ "مؤطا" توطیہ کا مفعول ہے۔ صاحبِ قاموس نے اس کے معنی روندنے، تیار کرنے، اور نرم و سہل بنانے کے بیان کئے ہیں۔ "مؤطا" کے لغوی معنی "روندا ہوا" "تیار کیا ہوا" "نرم اور سہل بنایا ہوا" ہیں ـــ یہ تمام معانی بطور استعارہ کے یہاں مراد لئے جاسکتے ہیں[4]۔

ابو حاتم رازی سے دریافت کیا گیا کہ اس کا مؤطا کیوں نام رکھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ امام مالک نے اس کو مرتب کرکے لوگوں کے لئے سہل و آسان بنا دیا ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: اس کتاب کو لکھ کر میں نے فقہاءِ مدینہ میں ستر فقیہوں کے سامنے پیش کیا سب ہی نے مجھ سے اتفاق کیا اس لئے میں نے اس کا نام مؤطا رکھا ہے[5]۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی معنی کو اپنی شرح مسوّیٰ میں راجح قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: "مؤطا کے معنی روندے ہوئے، چلے ہوئے کے ہیں یعنی جس پر عام ائمہ وعلماء اور اکابر چلے ہوں اور سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اتفاق بھی کیا ہو[6]" چوں کہ یہ معنی خود صاحبِ کتاب سے منقول ہیں اس لئے اسی کو ترجیح دی جائے گی۔

مؤطا کی غرض | مؤطا سے پہلے اور خود امام مالک کے زمانہ میں بہت سے حدیث کے مجموعے تیار ہو چکے تھے مگر ان

---

۱ تزئین الممالک للسیوطی ص ۴۳ - ۲ مقدمہ اوجز ص ۲۰ - ۳ توجیہ النظر ص ۱۷ -
۴ قاموس ج ۱ ص ۲۲ - ۵ مقدمہ اوجز ص ۲۲ - ۶ مقدمہ مسوّیٰ ص ۶ -

کتابوں میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا تھا جو التزام کہ مؤطا میں کیا گیا ہے۔

حافظ ابن حبان کتاب الثقات میں فرماتے ہیں:

کان مالک أول من انتقی الرجال من الفقہاء بالمدینۃ وأعرض عمن لیس بثقۃ فی الحدیث ولم یکن یروی إلا ما صح ولا یحدث إلا عن ثقۃ۔[1]

امام مالک فقہاءِ مدینہ میں سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے رواۃ کے متعلق تحقیق سے کام لیا اور حدیث میں جو ثقہ نہ ہوں ان کی روایت سے اعراض کیا، وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ کوئی روایت نقل کرتے ہیں اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث ہی بیان کرتے ہیں۔

امام دار الہجرۃ مالک بن انس رض کے مذہب کی بناءِ اوّل احادیثِ صحیحہ اور بنائے ثانی آثارِ صحابہ وتابعین ہیں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے خواہ وہ مسند ہو یا مرسل نیز حضرت عمرؓ کے اثر اور عبداللہ بن عمرؓ کے عمل سے استدلال کرنا اور صحابہ وتابعینِ مدینہ کے فتاویٰ سے اخذ کرنا خصوصاً جبکہ ان تابعین کی ایک جماعت کسی مسئلہ پر متفق ہو، امام مالک کے مذہب کا اصول ہے۔"[2]

اور انھیں تمام مذکورہ بالا باتوں کے ملحوظ رکھنے کی وجہ سے مؤطا اہلِ مدینہ کی روایات اور فتاویٰ کا بہترین انتخاب ہو گئی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی مزید وضاحت یوں کی ہے:

فصنف الامام مالک المؤطا وتوخی فیہ القوی من حدیث أھل الحجاز ومزجہ بأقوال الصحابۃ وفتاوی التابعین ومن بعدھم[3]

امام مالک نے مؤطا تصنیف کی اور اس میں اہلِ حجاز کی قوی روایات کا قصد کیا اور اس کے ساتھ صحابۂ کرامؓ کے اقوال اور تابعین وعلماءِ مابعد کے فتاویٰ بھی درج کر دیئے۔

مؤطا کا کتبِ حدیث میں مقام جمہور علماء نے طبقاتِ کتبِ حدیث کے اندر طبقۂ اولیٰ میں مؤطا مالک کا شمار کیا ہے۔

حضرتِ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ نے کتبِ حدیث کے پانچ طبقات قائم کئے ہیں۔ جن میں مؤطا کو

[1] تہذیب التہذیب: ترجمہ امام مالک۔ [2] مصفیٰ ج ۱ ص ۱۷۔ [3] مقدمہ فتح الباری ص ۴۔

طبقۂ اولیٰ میں رکھا ہے بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مؤطا کو تمام کتابوں میں مقدم وافضل سمجھتے ہیں۔ اپنی مشہور کتاب مصفّٰی شرح مؤطا کے مقدمہ میں اس کی ترجیح کے دلائل و وجوہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغۃ میں بھی فرماتے ہیں:

واتفق أهل الحديث على أن جميع ما فيه صحيح على رأى مالك ومن وافقه واما على رأى غيره ليس فيه مرسل ولا منقطع الا وقد اتصل السند به من طرقٍ أخرى فلاجرم أنها صحيحة من هٰذا الوجه[1]	محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام روایات امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں اور دوسروں کی رائے بھی اس سلسلے میں یہی ہے کہ مؤطا کی مرسل و منقطع روایات کی سند دوسرے طرق سے متصل ہے پس اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ اس اعتبار سے وہ سب صحیح ہیں۔

صاحبِ مفتاح السعادہ نے بیان کیا ہے کہ جمہور کہتے ہیں کہ اس کا درجہ ترمذی کے بعد ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مسلم کے بعد تیسرے درجہ پر اس کو رکھنا چاہیے۔[2]

حافظ ابوذرعہ رازی جو بخاری و مسلم دونوں ہی سے بخوبی واقف ہیں ان کو مؤطا کی صحت کا اس درجہ یقین ہے کہ فرماتے ہیں:

"لوحلف رجل بالطلاق على حديث مالك فى المؤطا انها صحاح لم يحنث"	اگر کوئی شخص اس پر طلاق کا حلف اٹھائے کہ مؤطا میں امام مالک نے جو حدیثیں بیان کی ہیں صحیح ہیں تو وہ حانث نہ ہوگا)

امام شافعیؒ کی شہادت مؤطا کی صحت و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام شافعیؒ (المتوفی سنہ ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ما على ظهر الأرض كتاب بعد كتاب الله أصح من كتاب مالك[3]	روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد مؤطا مالک سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ۱۳۳ ج ۱۔ [2] مقدمہ اوجز المسالک ص ۲۱۔ [3] تزئین الممالک ص ۴۴۔

اگرچہ خود علماءِ شوافع میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں:

إنما قال ذلك قبل وجود كتاب البخاري ومسلم[1]	امام موصوف کا یہ قول بخاری و مسلم کی کتابوں کے عالم وجود میں آنے سے پہلے کا ہے۔

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں حسب ذیل تقریر کی ہے:

"بعض ائمہ نے بخاری کی کتاب کو امام مالک کی کتاب پر اصح قرار دینا مشکل بتایا ہے کیونکہ دونوں ہی صحت اور انتہائی حزم و احتیاط سے کام لیتے ہیں، بخاری کی روایات اگرچہ زیادہ ہیں مگر یہ صحت کی افضلیت کو مستلزم نہیں ہیں"

پھر اس اشکال کا خود ہی جواب دیتے ہیں:

"بخاریؒ کی اہمیت دراصل اشتراطِ صحت ہی کی بناء پر ہے اور امام مالکؒ چوں کہ انقطاعِ اسناد کو قادح نہیں سمجھتے اس لئے مراسیل منقطعات بلاغات کو اصل موضوعِ کتاب ہی میں نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ اور امام بخاری انقطاع کو چوں کہ علتِ قادحہ سمجھتے ہیں اس لئے ایسی روایات کو وہ تعلیقات و تراجم میں (جو اصل موضوعِ کتاب سے خارج ہے) درج کرتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ منقطع روایات اگرچہ ایک قوم کے نزدیک قابلِ احتجاج ہیں مگر پھر بھی اس کی بہ نسبت متصل روایات جب دونوں کے رواۃ عدالت و حفظ میں مشترک ہوں زیادہ قوی ہیں۔ پس اسی سے بخاری کی فضیلت عیاں ہوگئی۔ نیز یہ معلوم ہوا ہے کہ امام شافعی نے جو مؤطا کو صحت میں افضل بتایا ہے وہ ان مجموعوں کے لحاظ سے تھا جو ان کے زمانہ میں موجود تھے جیسے جامع سفیان ثوری، مسند حماد بن مسلمہ وغیرہ، ان پر مؤطا کی فضیلت بلا کسی نزاع کے مسلم ہے[2]"

لیکن حافظ کا یہ بیان دونوں کتابوں کے تقابل کے لحاظ سے تو بیشک صحیح ہے ورنہ مؤطا کے تمام مراسیل و منقطعات و بلاغات متصل و مرفوع مسند ہیں۔

حافظ ابن حجر نے مؤطا اور بخاری کی منقطع روایات کے درمیان جو فرق بیان کیا ہے اس پر علامہ سیوطی نے

---

[1] مقدمہ ابن صلاح۔ [2] فتح الباری ص ۸۔

نقد کیا ہے کہ مؤطا کے مراسیل تو امام مالک اور ان کے ہم خیال علماء کے نزدیک بیشک حجت ہیں، اور ایسی مرسل حدیث تو علماءِ شوافع کے نزدیک بھی حجت ہے بشرطیکہ دوسری اسانید سے اس کی تائید ہو رہی ہو، اور مؤطا کی ہر حدیث کے شاہد یا شواہد موجود ہیں اس لئے مؤطا مطلقاً صحیح ہے۔ بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام وہ کتابیں جو سنن کے باب میں تصنیف کی گئی ہیں جیسے سننِ ابوداؤد و نسائی یا ان کا فقہ سے تعلق ہے جیسے صحیح بخاری، جامع ترمذی یہ سب مؤطا مالک کے مستخرجات ہیں جو اس کے اردگرد گھومتی ہیں اور ان سب کا مطمحِ نظر مؤطا کی مرسل روایت کا اتصال اور موقوف کا مرفوع اور مافات کا استدراک و متابعات و شواہد کا ذکر ہے اور اس حقیقت کو وہ ہی جان سکتا ہے جس کی اس کتاب پر گہری نظر ہو۔[1]

اسی لئے حافظ مغلطائی نے مؤطا و بخاری دونوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے، فرماتے ہیں:

"مؤطا و بخاری میں اس باب میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ یہ چیزیں تو بخاری میں بھی ہیں، چنانچہ تعلیقات اور ایسی بہت سی چیزیں اس میں بھی پائی جاتی ہیں"[2]

اس گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ صحت کے لحاظ سے ان دونوں کتابوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو مؤطا کو بعض وجوہ سے صحیحین پر بھی ترجیح حاصل ہے۔

(۱) امام مالک تبعِ تابعی ہیں اس لئے مؤطا کی روایات میں تین چار واسطوں سے زیادہ نہیں ہے۔ صحیح بخاری کو اگر یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں بائیس ۲۲ ثلاثیات ہیں تو یہاں مؤطا کی بنیاد ہی ثلاثیات پر ہے بلکہ اس میں چالیس ثنائیات ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مالک کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ضروری ہے کہ راوی جس روایت کو بیان کرے اس کا وہ حافظ ہو۔ لیکن امام بخاری و مسلم کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے[3]

مؤطا کی مقبولیت امام مالک کے شیوخ و معاصرین نے مؤطا کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، اوپر گذر چکا ہے کہ امام صاحب نے فقہائے مدینہ کے سامنے پیش کیا تو سب نے دادِ تحسین دی اور بعد کے علماء کے نزدیک انتہائی مقبول رہی ہے، علامہ نووی شرحِ مسلم کے مقدمہ میں اپنے استاد کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] الحطۃ فی ذکر صحاح الستۃ ص ۷۰۔ [2] تزئین الممالک ص ۴۰۔ [3] تدریب ص ۱۰۱۔

"ایک کتاب مجھ کو ایسی ملی جو ان تمام کتابوں (بخاری، مسلم و ترمذی وغیرہ) سے بہتر ہے اگرچہ یہ کتابیں بھی اچھی ہیں اور وہ مؤطا ہے جس کے مصنف کا نام مالک بن انس ہے جو تمام محدثین کے شیخ الشیوخ ہیں"[1]

علامہ زرقانی شارح مؤطا فرماتے ہیں کہ امام مالک نے جب اس کتاب کو تصنیف کیا تو دوسرے علماء نے بھی اسی طرز سے احادیث کے مجموعے تیار کئے، لوگوں نے امام مالک سے جاکر بیان کیا تو فرمایا کہ صرف اخلاص و حسن نیت کو بقا ہے، یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی، مؤطا مالک کے سوا اور کوئی مؤطا دنیا میں باقی نہیں ہے۔[2]

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک کی حیات ہی میں یہ کتاب پوری دنیائے اسلام میں مشہور ہو گئی تھی، جتنا زمانہ گزرتا گیا اس کی شہرت میں اضافہ ہوتا رہا اور لوگوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ کی۔ اس مقدس کتاب کی تنہا یہ خصوصیت ہے کہ سلاطینِ زمانہ مہدی، ہادی، رشید، مامون اور امین جیسے مشاہیر خلفاءِ اسلام نے عراق سے حجاز تک بادیہ پیمائی کی۔[3]

روایات کی تعداد ابتداءً مؤطا میں دس ہزار حدیثیں تھیں مگر امام صاحب نے سب کو قلم زد کردیا اب ۱۷۲۵ باقی ہیں جس میں مسند و مرفوع ۶۰۰ اور مرسل ۲۲۲ موقوف ۶۱۳ تابعین کے اقوال و فتاوی ۲۸۵ ہیں۔[4]

مؤطا کے مراسیل و بلاغات امام مالک کے مراسیل و بلاغات بہت ہی اہم سمجھے جاتے ہیں، علامہ ابن عبدالبر مالکی نے اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے جس میں مؤطا کی مرسل، منقطع اور معضل روایات کا اتصال بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جہاں کہیں بلغنی یا عن الثقة عندی آیا ہے اور اس کی سند نہیں بیان کی ہے وہ ۶۱ مقامات ہیں ان سب روایات کو امام مالک کے علاوہ دوسرے حضرات نے مسنداً بیان کیا ہے البتہ چار احادیث ایسی ہیں جن کی اسناد معلوم نہ ہوسکیں وہ یہ ہیں:

(۱) إني لا أنسى ولكن أُنسى لأسنّ۔

(۲) أن النبي صلى الله عليه وسلم أرى أعمار الناس قبله أو ما شاء الله من ذلك فانه تقاصر أعمار امته فاعطى ليلة القدر۔

---

[1] مقدمہ شرح مسلم۔ [2] مقدمہ اوجز ص ۲۰۔ [3] الحطہ ص ۵۵۔ [4] اوجز ص ۲۸۔

(۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول إذا أنشأت بحرية ثم تشاءمت فتلك عين غديقة [۱]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسند دارمی کی تصنیف ہی مؤطا کی احادیث کے بیانِ اسناد کے لئے ہوتی ہے۔ [۲]

مؤطا میں غیر مدنی شیوخ کی روایات شاذونادر ہی ہیں، حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ کی بلاغات کو امام مالک نے عبداللہ بن ادریسؒ سے سنا ہے۔

مؤطا کی خصوصیات | اب ہم مختصراً مؤطا کی خصوصیات اور بعض خاص اصطلاحات کی جانب اشارہ کریں گے۔

۱ —— امام مالک فرماتے ہیں: السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا۔ (یعنی وہ سنت کہ جس کے بارے میں ہمارے یہاں کوئی اختلاف نہیں) یہ ان مسائل کے بارے میں فرماتے ہیں جن میں اہلِ مدینہ کا اتفاق ہوتا ہے۔

۲ —— اگر اہلِ شہر میں اختلاف ہوتا تو سب سے قوی اور راجح قول کو اختیار کرتے تھے خواہ یہ قوت کثرتِ قائلین سے حاصل ہوتی ہو یا کسی قیاسِ قوی کی موافقت سے یا کتاب وسنت کی تخریج سے۔ اسی قسم کے مسائل میں امام مالک یوں فرمایا کرتے ہیں کہ هذا أحسن ما سمعت [۳] (جو کچھ میں نے سنا ہے اس میں یہ بہتر ہے)

۳ —— باب کے تحت ان مسائلِ فقہیہ کو بیان کرتے ہیں جو اس سے مناسبت رکھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے اجتہادات کو بھی نقل کر دیتے ہیں۔

۴ —— امام مالک کے سامنے بہت سے حدیث کے مجموعے تھے جب اس میں سے کسی روایت کا انتخاب فرماتے ہیں تو اس کو بلغنی کے صیغے سے بیان کرتے ہیں۔ [۴]

۵ —— جب امام مالک عن الثقة عن بكير بن عبد الله الاشج کہتے ہیں تو قاضی ابن عبدالبر کی تحقیق میں اس ثقہ سے مراد مخرمہ بن بکیر ہیں۔ حافظ ابن حجر کا بھی یہی خیال ہے۔ البتہ امام نسائی کے نزدیک اقرب یہ ہے کہ اس سے مراد عمرو بن الحارث کو لیا جائے۔

۶ —— کبھی فرماتے ہیں أخبرني من لا أتهم من أهل العلم تو یہاں مراد لیث بن سعد ہیں۔

---

[۱] مقدمہ اوجز ص ۲۸ - [۲] مقدمہ مسوّی ص ۶ - [۳] الإنصاف وحجة الله البالغہ - [۴] مقدمہ مصفی - ص ۶ -

۷ — جب عن الثقة عن عمرو بن شعیب کہتے ہیں تو ثقہ سے مراد ابن عبد البر مالکی کے نزدیک عبد اللہ بن وھب ہیں اور حافظ ابن حجر کی تحقیق میں عمرو بن حارث یا عبد اللہ بن لھیعہ ان دونوں میں کسی ایک کو مراد لیا ہے۔

۸ — اور جب عن الثقة عن ابن عمر رض فرماتے ہیں تو یہاں ثقہ سے ان کی مراد نافع ہیں۔[۱]

موطا کے رواۃ | حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ "امام مالک سے تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے روایت کی ہے۔" اس کثرتِ تعداد و اختلاف اوقات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک کی کتاب میں کمی وزیادتی، تقدیم و تاخیر کا ہونا لازمی ہے۔ حافظ صلاح الدین علائی لکھتے ہیں کہ موطا کو امام مالک سے بکثرت لوگوں نے روایت کیا ہے اس لئے ان کی روایات میں تقدیم و تاخیر کی وزیادتی موجود ہے۔[۲] جبکہ امام موصوف برابر انتخاب و تہذیب کرتے رہتے تھے۔

چنانچہ موطا امام صاحب سے تیس طریقوں سے مروی ہے جن میں مشہور ۱۶ نسخے ہیں اور ان میں بھی چار زیادہ اہم ہیں۔ یعنی یحییٰ[۱] و ابن بکیر[۲]، ابو مصعب[۳] اور ابن وھب[۴] کے نسخے۔

۱ — لیکن سب سے مشہور و متداول یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی (المتوفی ۲۰۴ھ) کا نسخہ ہے۔ انھیں کے نسخے کی شرح علامہ سیوطی، زرقانی اور باجی اور حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھی ہے۔ یہ بربر کے مشہور قبیلے مصمودہ کی طرف منسوب ہو کر مصمودی کہلاتے ہیں۔ ان کے دادا (جنھوں نے اندلس کو اپنا وطن بنایا) پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے قرطبہ میں امام مالک کے شاگرد زیاد بن عبد الرحمن موطا کا درس دیتے تھے۔ یحییٰ نے پہلے انھیں سے پوری موطا کا سماع حاصل کیا، مگر شوقِ علم انھیں ۲۸ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ لایا جہاں انھوں نے امام مالک سے موطا پڑھی۔ ابھی موطا کی قرارت کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ امام دار الہجرۃ کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے یحییٰ کے نسخے میں تمام احادیث حدثنا سے شروع ہوتی ہیں۔ لیکن باب خروج المعتکف إلی العید باب قضاء الإعتکاف باب النکاح فی الإعتکاف میں حدثنا زیاد عن مالک ہے یعنی زیاد کا واسطہ زیادہ ہے۔

ان کے نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحب سے آخری زندگی میں سماع حاصل کیا بلکہ تجہیز و تدفین میں

---

[۱] مقدمہ اوجز ص ۲۳۔ [۲] ایضاً ص ۲۳۔

شریک رہے۔ مگر ابھی یحییٰ کی علمی پیاس نہیں بجھی تھی اس لئے انھوں نے دوبارہ اندلس سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور اس سفر میں امام مالک کے خاص شاگرد ابن القاسم سے استفادہ کیا۔ امام مالک بھی یحییٰ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ عاقل کا مشہور واقعہ انہی کا ہے۔ اندلس میں حکومت ان کا خاص احترام کرتی تھی، مؤطا کی بلادِ مغرب میں شہرت کا خصوصی سبب ان کا وجود ہے۔ چار مسئلوں کے علاوہ ہر بات میں امام مالک کے مقلد تھے، ۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے ۸۲ سال کی عمر پائی ۲۳۴ھ میں انتقال ہوا۔[1]

۲ —— دوسرا مشہور نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی (المتوفی ۱۸۹ھ) کا ہے، جس طرح یحییٰ کے نسخے کو بہت سی خصوصیات حاصل ہیں اسی طرح اس نسخے کو بھی ہے۔ بلکہ بہت سے وجوہ سے ترجیح بھی دی جا سکتی ہے کیونکہ امام محمد تین سال امام مالک کی خدمت میں رہے ہیں، جس کو تفصیل کے ساتھ مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح التعلیق المجد کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔

چونکہ امام محمدؒ نے اپنی مؤطا میں بہت سے آثار و روایات اور مسائل کو امام مالک کے علاوہ دوسرے حضرات سے نقل کیا ہے اس لئے مجازاً اس کا انتساب امام محمدؒ ہی کی طرف ہونے لگا۔

اس میں احادیث مرفوعہ اور موقوفاتِ صحابہؓ مسند و مرسل روایات کی مجموعی تعداد ۱۱۸۵ ہے۔ جس میں ۱۰۰۵ تو امام مالک سے اور ۱۷۵ دوسری ۷ طریق سے جن میں ۱۳ تو امام ابو حنیفہؒ سے اور ۴ قاضی ابو یوسف سے اور بقیہ دیگر حضرات سے مروی ہیں۔[2]

مؤطا کے دیگر نسخوں سے تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ اوجز المسالک و التعلیق المجد —— اور بستان المحدثین —!

شروح و تعلیقات | مؤطا کی مقبولیت و ہر دل عزیزی کا یہ عالم ہے کہ اس کو شارحین و معلقین و محشین کی ایک بڑی جماعت ہاتھ آئی ہے، علامہ ابن فرحون فرماتے ہیں کہ جن علماء نے اس کی حدیث و رجال پر اعتناء کیا اور اس میں تصنیف کی ہے ان کی تعداد بہت بڑی ہے۔ اس میں علماء مالکیہ کے علاوہ دوسرے حضرات بھی ہیں، قاضی عیاض نے اپنی معلومات کے مطابق ان کی تعداد ۹۹ بتائی ہے، ان کے بعد بھی اس میں ہر زمانہ میں اضافہ ہی ہوا ہے، ہمیں ان کا تفصیلی تعارف

---

[1] مقدمہ التعلیق المجد ص ۱۸ — [2] ایضاً ص ۳۹ —

مقصود نہیں ہے اس کے لئے ملاحظہ ہو اوجز المسالک کا مقدمہ البتہ سرسری طور پر ہم چند شروح و تعلیقات کا ذکر کر رہے ہیں :

(١) ـــــ المنتقی : ابو الولید الباجی (المتوفی ۴۷۴ھ) کی شرح ہے جو طبع ہو چکی ہے۔
صاحبِ کشف الظنون فرماتے ہیں کہ یہ ابن عبدالبر کی شرح التمہید کا اختصار ہے۔

(٢) ـــــ کتاب التمہید لما فی المؤطا من المعانی والأسانید
از حافظ ابن عبدالبر مالکی (المتوفی ۴۶۳ھ) :
مؤطا کے معانی کی تشریح اور اس کے اسانید کی تحقیق نیز اس کے ضمن میں فقہ و حدیث کی بے شمار معلومات بر ترتیبِ رواۃ اور بلحاظ حروفِ تہجی درج ہیں۔

(٣) ـــــ الإستذکار حافظ ابن عبدالبر نے خود ہی اپنی شرح التمہید کا اختصار کیا ہے۔
مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴) ـــــ المقبس فی شرح مؤطا مالک بن أنس - یہ قاضی ابوبکر بن العربی المتوفی ۵۴۶ھ کی شرح ہے۔

(۵) ـــــ کشف المغطا عن المؤطا للحافظ جلال الدین السیوطی کی شرح ہے۔
(المتوفی ۹۱۱ھ)

(۶) ـــــ تنویر الحوالک للسیوطی کشف المغطا کا اختصار ہے۔

(۷) ـــــ تجرید احادیث مؤطا للسیوطی شرح

(۸) ـــــ اسعاف المؤطا برجال الموطا للسیوطی "

(۹) ـــــ شرح زرقانی محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی (المتوفی ۱۱۲۲ھ)
یہ نفیس شرح چھپ کر مشہور و متداول ہو چکی ہے اکثر حصہ فتح الباری سے ماخوذ ہے۔ مصنف نے ۱۰۹۶ھ میں شروع کر کے ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۱۲ھ کو مکمل کیا ہے۔

(۱۰) ـــــ المصفّٰی } شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۱۷۶ھ)
(۱۱) ـــــ المسوّٰی } مصفّٰی فارسی میں مؤطا کی تعلیق ہے اور مسوّٰی عربی میں اسی کا اختصار !

(۱۲) —— شرح موطا —— الفتح الرحمانی از شیخ بیری زادہ حنفی جن کا پورا نام ابو محمد ابراہیم بن حسین ہے انھوں نے ۱۲۹۲ھ میں وفات پائی - اکثر علامہ عینی کی شرح سے انھوں نے استفادہ کیا ہے، مدینہ طیبہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۱۳) —— المحلی : سلام اللہ حنفی (متوفی ۱۲۲۹ھ) جو حضرت عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد میں سے ہیں - اس کا آخری حصہ مظاہر علوم سہارن پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۱۴) —— التعلیق الممجد علی موطا محمد مولانا عبدالحئی لکھنوی (م ۱۳۰۷ھ) کی شرح ہے۔

(۱۵) —— اوجز المسالک الی موطا مالک : حضرۃ الاستاذ مولانا محمد زکریا صاحب مدفیوضہم کی گراں قدر شرح ہے - جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے - متقدمین کی شروح کا خلاصہ ہے - ہر باب میں ائمۂ اربعہ کا مذہب معتبر کتب سے نقل کیا گیا ہے - حل لغات وحل مطالب اور مشکل مقامات کی پوری وضاحت کی گئی ہے - بعض جلیل القدر علماءِ مالکیہ نے اس کی جلالت کا اعتراف کیا ہے کہ اس سے زیادہ ہمیں اپنے مسلک کی تحقیق معلوم نہیں - مذہبِ حنفیہ کی توجیہہ کے بعد مختصراً دلائل بھی ذکر کئے گئے ہیں، آغازِ کتاب میں ایک نہایت بسوط مقدمہ ہے - جس میں فنِ حدیث اور خصوصاً موطا مالک کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے - اس مضمون میں اس سے پوری طرح استفادہ کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ مفتی محمد شفیع صاحب کا حاشیہ اور مولانا اشفاق الرحمن صاحبؒ کی تعلیق بھی مشہور ہے!

آخر دعوانا اَنِ الحمد للہ رب العالمین

نیل سے فرات تک : از :- ڈاکٹر محمد اقبال صاحب انصاری

مصنف کے ان خطوط کا مجموعہ جو مصر، لبنان، شام، اردن، حجاز، عراق اور یروشلم سے لکھے گئے، عرب دنیا کی ہلچل، ان کی کامرانیاں اور مایوسیاں، ان کی معاشرت اور سوچ بچار وغیرہ سے عرب دنیا میں، خاص کر مصر میں قیام کے دوران مصنف کا اردو دنیا کو ایک دستاویزی تحفہ - صفحات ۱۸۴ - قیمت مجلد -/۳

ملنے کا پتہ :- مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶